سبق نمبر: 4 جاوید کے نام

● مصنف : علامہ محمد اقبالؒ ● صنف : نظم ● ماخذ : بالِ جبریل

حالاتِ زندگی:

مصورِ پاکستان ، ہمارے قومی و ملی شاعر اور مفکر ۹ نومبر ۱۸۷۷ء کو سیال کوٹ میں پیدا ہوئے۔ والد محترم کا نام شیخ نور محمد تھا۔ ابتدائی تعلیم سیال کوٹ سے حاصل کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور سے فلسفے میں ایم اے کا امتحان پاس کیا۔ سیال کوٹ میں مولوی سید میر حسن جیسے شفیق استاد میسر آئے تو لاہور میں پروفیسر آرنلڈ کی صحبت سے فیض یاب ہونے کا موقع ملا۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں بطورِ اُستاد کچھ عرصہ خدمات سر انجام دینے کے بعد علامہ اقبال اعلیٰ تعلیم کے لیے یورپ تشریف لے گئے۔ انگلستان سے وکالت اور جرمنی سے پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کر کے وطن لوٹے اور وکالت کا پیشہ اختیار کیا۔

۱۹۳۰ء میں اپنے مشہور خطبہ الہ آباد میں مسلمانانِ برصغیر کے لیے ایک آزاد اور خود مختار اسلامی ملک کا تصور پیش کیا۔ علامہ اقبال نے لاہور میں وفات پائی اور بادشاہی مسجد کے قریب دفن ہوئے۔ عوام آپ کے مزار پر عقیدت و احترام سے حاضری دیتے اور دعا کرتے ہیں۔

علمی و ادبی خدمات:

علامہ اقبال نے اردو فارسی میں پر اثر شاعری کرنے کے ساتھ ساتھ انگریزی میں بھی گراں قدر تحریریں رقم کیں۔ آپ نے شاعری کا آغاز اگرچہ روایتی اردو غزل سے کیا لیکن جلد ہی اپنی توجہ نظم نگاری پر مرکوز کی تا کہ قوم تک اپنا پیغام زیادہ موثر انداز سے پہنچایا جا سکے۔ آپ کی ولولہ انگیز شاعری نے مسلم قوم کے تن مردہ میں زندگی کی نئی روح پھونک دی اور عالم اسلام کو خواب غفلت سے بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ علامہ اقبال کی شاعری میں زندگی ، کائنات، عشق، عقل، خودی، قومیت، سیاست جیسے موضوعات نمایاں ہیں۔

تصانیف:

علامہ اقبال کے اُردو شعری مجموعوں میں "بانگ درا "، "ضرب کلیم "، " بال جبرئیل " اور "ارمغان حجاز " شامل ہیں۔" ارمغان حجاز " میں اردو کے ساتھ ساتھ فارسی کلام بھی شامل ہے۔ فا ا ہے۔ فارسی شعری مجموعوں میں " اسرار خودی ورموز بے خودی" ، " پیام مشرق "، "جاوید نامہ "، " زبور عجم " شامل ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
دیارِ عشق	عشق کی گلی ، عشق کا کوچہ	مقام	ٹھہرنے کی جگہ، مرتبہ
فطرت شناس	قدرت کے مقاصد کو پہچاننے والا	سکوت	سکون
لالہ	ایک سفید رنگ کا پھول جس میں سیاہ دھبہ ہوتا ہے۔	گل	سرخ رنگ کا پھول، گلاب
شیشہ گرانِ فرنگ	انگریز شیشہ بنانے والے، یہاں مراد مغربی تہذیب	سفالِ ہند	ہندوستان کی مٹی
مینا	شراب، صراحی	جام	ایسا پیالہ جس میں شراب پی جاتی ہے۔
شاخ تاک	انگور کی بیل	ثمر	پھل
مئے	شراب	طریق	طریقہ

امیری	دولت مندی	فقیری	غربت
خودی	اپنے آپ کو پہچاننا		

اشعار کی تشریح

شعر نمبر 1:

دیارِ عشق میں اپنا مقام پیدا کر
نیا زمانہ نئے صبح و شام پیدا کر

حوالہ شعر:

نظم کا عنوان : جاوید کے نام

شاعر کا نام: علامہ محمد اقبال

ماخذ: بانگِ درا

مفہوم :

تو عشق حق میں اپنا خاص مقام اور مرتبہ پیدا کر لے اسی عشق کی بدولت تو اپنے لیے نئے زمانہ اور نئے صبح و شام مہیا کر لے گا۔

تشریح :۔

یہ نظم دراصل علامہ اقبال رحمتہ اللہ تعالی علیہ نے اس وقت لکھی تھی جب انہیں جاوید کے ہاتھ کا لکھا ہوا پہلا خط لندن میں ملا۔اس نظم میں وہ بالخصوص اگرچہ اپنے بیٹے جاوید اقبال سے مخاطب ہیں، لیکن اصل میں یہ تمام مسلمان نوجوانوں کے لیے ایک ضروری پیغام ہے جس میں انہیں اپنی خودی کو پہچاننے اور گراں قدر نصیحتوں کی گئی ہیں سچی اسلامی تربیت کا راستہ بھی بتایا گیا ہے۔اقبال یہاں قوم کے نوجوانوں کو مخاطب کر رہے ہیں اور ان کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ وہ عشق کے میدان میں اپنی پہچان پیدا کریں۔کیونکہ

؎ عشق سکھاتا ہے آداب خود اگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرار شہنشاہی

یہاں "دیار عشق" سے مراد وہ میدان ہے جہاں محنت، جذبہ اور خلوص کے ساتھ کام کیا جائے۔اقبال چاہتے ہیں کہ نوجوان پرانے طریقوں کو چھوڑ کر نئے زمانے کے ساتھ نئے صبح و شام، یعنی نئی روایات اور جدتیں پیدا کریں۔وہ چاہتے ہیں کہ نوجوان اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں اور نئے راستے بنائیں۔اقبال کہتے ہیں کہ :

؎ اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

علامہ اقبال کے نزدیک نوجوان قوم کے لئے سرمایۂ افتخار اور لازمی جزو ہیں۔عصر حاضر میں نوجوانوں کے کردار کو کسی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔قوموں کے عروج و زوال کی داستانیں، نوجوانوں کے کردار کی ہی مرہون منت ہوا کرتی ہیں۔وہ اپنی نوجوان نسل کو خودی مضبوط بنانے کی تلقین کرتے ہیں۔

شعر نمبر 2 :

خدا اگر دل فطرت شناس دے تجھ کو
سکوت لالہ و گل سے کلام پیدا کر

حوالہ شعر:

نظم کا عنوان : جاوید کے نام

شاعر کا نام: علامہ محمد اقبال

ماخذ: بانگِ درا

مفہوم :

اگرچہ خدا کی بارگاہ سے تجھے فطرت کو پہچاننے والا دل عطا ہو جائے تو لالے اور گلاب کی خاموشی بھی تیرے لیے کلام بن جائے گی۔قدرت کی جو چیزیں بولنے والی زبان سے محروم ہیں ان کی باتیں بھی تو سمجھنے لگے گا۔

تشریح :۔

یہ نظم اس موقع پر لکھی گئی تھی جب علامہ اقبال رحمتہ اللہ تعالی علیہ کو اپنے بیٹے جاوید اقبال کی طرف سے لکھا ہوا پہلا خط موصول ہوا تھا اگرچہ اس میں مخاطب جاوید اقبال ہیں لیکن اصل میں یہ پیغام تمام مسلمان قوم کے نوجوانوں کے لیے ہے جس میں انہوں نے اس نظم کے ذریعے انہیں گراں قدر نصیحتیں کی ہیں اور سچی اسلامی تربیت کا بھی بتایا ہے۔

علامہ اقبال کہتے کہ اگر خدا تمہیں فطرت شناس دل عطا کرے، یعنی وہ دل جو قدرت کے رازوں کو سمجھ سکے، تو تمہیں چاہیے کہ تم لالہ و گل کی خاموشی سے بھی باتیں پیدا کرو۔یہ ایک استعاراتی انداز ہے جس میں اقبال نوجوانوں کو قدرت کی خاموشیوں اور چھپی ہوئی خوبصورتی کو محسوس کرنے اور ان سے تحریک لینے کی ترغیب دیتے ہیں۔اس شعر کے ذریعے ہمیں بتایا کہ اگر ہمیں بحثیت قوم زندہ رہنا ہے تو ہم اپنے دلوں کو جذبہ ایمانی اور خدا پر کامل یقین کے نور سے منور کریں۔زندگی جہد مسلسل سے عبارت ہے۔کوشش میں خلوص اور یقین کامل شامل ہو تو منزلیں خود مسافر کا استقبال کیا کرتی ہیں۔

جب اس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا
تو کر لیتا ہے یہ بال و پر روح الامیں پیدا

فطرت شناس دل اسی کو نصیب ہوتا ہے جس کے اندر فطرت کو پہچاننے کا جذبہ موجود ہوتا ہے جو لالہ اور گلاب کی خاموشی کو پر غور کرتے ہیں اور ان سے ہم کلام ہونے کی کوشش کرتے ہیں مطلب یہی ہے کہ قدرت کے اجزاء بظاہر تو خاموش ہوتے ہیں لیکن اپنے اندر ایک طوفان لیے ہوتے ہیں اور علامہ اقبال کے نزدیک جب کوئی انسان اللہ کی عطا سے ان پر غور و تدبر کرتا ہے تو پھر ایسا کرم ہو جاتا ہے کہ وہ قدرت کے اجزا انسان سے بات چیت شروع کر دیتے ہیں اور اسے قدرت کے مقاصد سے آگاہ کرتے ہیں اور اپنی زبان سے محروم ہونے کے باوجود انسان سے باتیں بھی کرتے اور انسان کی باتیں سمجھتا ہے جیسا کہ علامہ اقبال نے کہا تھا

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندہ صحرائی یا مرد کوہستانی

شعر نمبر 3:

اٹھا نہ شیشہ گران فرنگ کے احساں
سفال ہند سے مینا و جام پیدا کر

حوالہ شعر:

نظم کا عنوان : جاوید کے نام

شاعر کا نام: علامہ محمد اقبال

ماخذ: بانگِ درا

مفہوم:

یورپی تہذیب کے شیشہ گروں کے احسان نہ اٹھا۔ہندوستان کی مٹی سے تو اپنے لیے مینا اور جام پیدا کر لے۔

تشریح :۔

یہاں اقبال مغربی دنیا کی تقلید سے بچنے کی نصیحت کرتے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ مغرب کے شیشہ سازوں کےاحسانات مت اٹھاؤ، یعنی مغرب کی پیروی مت کرو۔بلکہ اپنی سرزمین کی مٹی سے، یعنی اپنے دیس کی وسائل اور روایات سے، اپنا جام اور مینا پیدا کرو۔یہ خود انحصاری اور اپنی ثقافت پر فخر کرنے کی بات ہے۔علامہ اقبال سمجھانا یہ چاہ رہے ہیں کہ یورپی علوم حاصل کرنے کو درجہ کمال نہ سمجھو۔ان کی تہذیب اور ان کے طور طریقے اختیار نہ

کرو۔اپنی تہذیب اور اپنے وطن کے طور طریقوں سے شوق اور وابستگی پیدا کرنی چاہیے، واضح رہے کہ اقبال نے یورپی تہذیب علوم اور طور طریقوں کو شیشہ گری سے تعبیر کیا ہے اس لیے ان میں شیشے کی طرح صفائی اور جلا نظر آتی ہے لیکن پائیداری کچھ نہیں ہے۔ذرا سی ٹھیس لگے تو ریزہ ریزہ ہو جائے وطن کی تہذیب اور طور طریقے اگر ظاہر میں زیادہ اچھے نہ ہوں تو پھر بھی ان میں پائیداری ہے اور ان سے حقیقی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔وہ تہذیب جو کہ انسانوں کو غلامی اور تاریکی کی طرف لے کر جاتی ہے اور مشرقی تہذیب جو کہ اسلامی تہذیب میں رچ بس چکی ہے وہ انسانوں کو آفاقیت کا پیغام دیتی ہے۔علامہ اقبال مغربی تہذیب کے بارے میں فرماتے ہیں

؎تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خود کشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا نا پائیدار ہوگا

مغرب سے جس بات کا سب سے زیادہ اختلاف تھا وہ یہ ہے کہ مغرب میں دین کا کوئی تصور نہیں۔وہ لادینیت پر قائم ہونے والا ایک معاشرہ ہے۔اور اقبال کے نزدیک جس معاشرے میں دین کا کوئی تصور نہیں اس کی ظاہری شان و شوکت بھی بے کار ہے۔

کو مغرب سے جس بات کا سب سے زیادہ اختلاف تھا وہ یہ ہے کہ مغرب میں دین کا کوئی تصور نہیں۔وہ لادینیت پر قائم ہونے والا ایک معاشرہ ہے۔اور اقبال کے نزدیک جس معاشرے میں دین کا کوئی تصور نہیں اس کی ظاہری شان و شوکت بھی بے کار ہے۔اس شعر میں بھی علامہ اقبال نہ صرف اپنے بیٹے جاوید اقبال کو بلکہ پوری امت کے نوجوانوں کو مغربی تہذیب سے بچنے کی تلقین کر رہے ہیں اور اپنے وسائل اپنے ذرائع کے ذریعے شہید خوشحالی اور ترقی کا راستہ اپنانے کی نصیحت کر رہے ہیں۔

؎یورپ میں بہت، روشنی علم و ہنر ہے
حق یہ ہے کہ بے چشمہ حیواں ہے یہ ظلمات

شعر نمبر 4:

میں شاخ تاک ہوں میری غزل ہے میرا ثمر
مرے ثمر سے مئے لالہ فام پیدا کر

حوالہ شعر:

نظم کا عنوان : جاوید کے نام

شاعر کا نام: علامہ محمد اقبال

ماخذ: بانگِ درا

مفہوم :

میں انگور کی بیل ہوں میری شاعری ہی میرا پھل ہے۔اس پھل سے تو اپنے لیے لالے جیسے سرخ شراب تیار کر لے ،یعنی جو حقائق میں شاعری میں بیان کرتا ہوں اپنے دل میں بٹھا اور اس پر کاربند ہو جا۔

تشریح :۔

اقبال اپنی شاعری کو تاک کی شاخ سے تشبیہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کی غزل ان کا ثمر ہے۔تاک کی شاخ سے انگور پیدا ہوتا ہے جس سے شراب بنتی ہے۔اسی طرح، ان کی شاعری سے ایک نئی تحریک اور روحانی لذت پیدا کرو۔یہاں "مئے لالہ فام" کا مطلب ہے لال رنگ کی شراب، جو ان کی شاعری کی خوبصورتی اور تاثیر کو ظاہر کرتی ہے۔دعلامہ نے سب سے زیادہ جس طبقے کو اپنی شاعری میں مخاطب کیا ہے وہ نوجوان ہی ہیں۔اُن کی دنیا کی تاریخ پر گہری نظر تھی اور وہ اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ قوموں کی تقدیر انہی جوانوں کے دم سے ہی بدلتی ہے۔اسی لیے وہ بار بار اپنی قوم کی نوجوان نسل سے خطاب کرتے ہیں :

کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے

وہ کیا گردوں تھا تو ہے جس کا اک ٹوٹا ہوا تارا

علامہ اقبالؔ نے برِصغیر کے مسلمانوں میں جوش، ولولہ، فکر، طلاطم پیدا کیا جس کے نتیجے میں نوجوان قوم یا نسل عمل پر کمربستہ ہو گئی۔اقبالؔ کی شاعری فکر، سوچ، تخیل اور عقل و شعور کا خزانہ ہے انہیں نوجوانوں میں انقلاب لانے کی قوت دکھائی دے رہی تھی جس کی وجہ سے اُنھوں نے نوجوانوں کے ساتھ زیادہ ربط رکھا اور مسلسل یہ ضرورت رہی کہ نوجوان قوم سے ملاقات کی جائے اور انہیں وہ حقائق بنائے جائیں جن کے ذریعے تغیر و تبدل کے امکانات پیدا ہو سکیں۔اسی وجہ سے علامہ اقبالؔ کو نوجوان قوم سے پیار تھا اور انہیں اُمید کی کرن محسوس ہو رہی تھی وہ ایک جگہ لکھتے ہیں۔

؎نہیں ہے نا اُمید اقبالؔ اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

شعر نمبر 5:

مرا طریق امیری نہیں فقیری ہے
خودی نہ بیچ ، غریبی میں نام پیدا کر

حوالہ شعر:

نظم کا عنوان : جاوید کے نام

شاعر کا نام: علامہ محمد اقبال

ماخذ: بانگِ درا

مفہوم :

میرا طریقہ امیری نہیں بلکہ فقیری ہے اپنی خودی اور خودداری کو کسی قیمت پر بھی نہ بیچو۔

تشریح :۔

علامہ اقبال کی یہ نظم دراصل ان کے بیٹے کے نام ہے جب جاوید نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا خط لندن بھیجا اس نظم کے مخاطب اگرچہ جاوید اقبال ہیں، لیکن اصل میں علامہ اقبال نے اس نظم کے ذریعے پوری امت کے نوجوانوں کو مخاطب کیا ہے اور یہ ضروری پیغام دیا ہے کہ اگر وہ سچی اسلامی تربیت کا راستہ اپنائیں گے تو وہ ترقی اور خوشحالی کے راستے پر گامزن رہیں گے۔اقبال اس شعر میں اپنی سادگی اور عاجزی کا ذکر کرتے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ ان کا طریق امیری کا نہیں بلکہ فقیری کا ہے۔وہ شاہانہ شان و شوکت نہیں چاہتے بلکہ سادگی اور عاجزی میں جینا چاہتے ہیں۔خودی کا تقاضا ہے کہ انسان اپنے اندر کی پوشیدہ صلاحیتوں کو پہچانے، انھیں گرمی شوق سے مزید آنچ دے اور اسے بروئے کار لائے۔خودی کا مطالبہ ہے کہ دوسروں کے دست نگر نہ بنو۔ اپنے اوپر بھروسا کرو اور اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اپنی دنیا آپ پیدا کرو۔انسان اگر اپنی باطنی قوتوں کا ادراک کر سکے تو حیران ہو کہ قدرت نے اس کے اندر کتنی صلاحیتیں اور جوہر عطا کر رکھے ہیں۔ جنھیں اکثر اوقات انسان کھوجتا نہیں ہے۔یوں یہ پیش بہا صلاحیتیں استعمال ہوئے بغیر دم توڑ دیتی ہیں۔خودی ان صلاحیتوں، ان کمالات انسانی کو سامنے لانے میں مدد دیتی ہے۔فلسفہ خودی کے خالق حضرت علامہ اقبالؒ نے انسان کو اپنے اندر ڈوبنے اور خودی کی تلاش کی راہ دکھلائی ہے۔:

؎اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

علامہ اقبال دراصل جاوید اقبال کے نام پیغام کے ذریعے پوری امت کے نوجوانوں سے مخاطب ہو کر یہی کہتے ہیں کہ اپنے اندر خود ی اور قناعت جیسے جذبات کو پہچانو اور اپنے اندر فقر، درویشی اور قناعت جیسی صفات پیدا کرو۔درحقیقت جب قناعت نصیب نہ ہو تو انسان ہر وقت اس غم میں گھلتا اور کڑھتا رہتا ہے کہ یہ نہیں ملا، وہ نہیں ملا، فلاں کے پاس یہ ہے اور میرے پاس یہ نہیں، بس یہی فکر بے شمار دولت کے ہوتے ہوئے بھی انسان کو بے سکون بنا دیتی ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو مال و دولت سے بھی بڑی دولت قناعت نصیب فرمائے۔

مال و دولت کی حرص عام انسانوں کی فطرت میں داخل ہوتی ہے' اگر دولت سے انکا گھر تو کیا جنگل کے جنگل اور صحراء بھی بھرے ہوئے ہوں تب بھی اس انسان کا دل قناعت نہیں کرتا۔ یہ انسان اس میں اضافہ اور زیادتی چاہتا ہے زندگی کے آخری سانس تک اس کی ہوس کا یہی حال رہتا ہے۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

نظم کا مرکزی خیال لکھیں۔

نظم کا مرکزی خیال

نظم کا عنوان : جاوید کے نام

شاعر کا نام: علامہ محمد اقبال

علامہ اقبال مسلمان نوجوانوں سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ عشق کے دیار میں اپنا مقام پیدا کرو۔ فطرت کے تقاضوں کو سمجھ کر مغربی تہذیب سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ فقر اور درویشی اختیار کرو کہ اسی میں غیرت اور خودی کا راز پوشیدہ ہے۔

نظم کا خلاصہ:

نظم کا عنوان : جاوید کے نام

شاعر کا نام: علامہ محمد اقبال

خلاصہ:

یہ نظم دراصل تمام مسلمان نوجوانوں کے لیے ایک ضروری پیغام ہے جس میں علامہ اقبال نے انہیں گراں قدر نصیحتیں کی ہیں اور سچی اسلامی تربیت کا راستہ بتایا ہے۔ اقبال کہتے ہیں کہ تو عشقِ حق میں اپنا خاص مقام اور مرتبہ پیدا کر لے۔ اسی عشق کی بدولت تو اپنی لیے نیا زمانہ اور نئے صبح شام مہیا کر لے گا۔ اگرچہ خدا کی بارگاہ سے تجھے فطرت کو پہچاننے والا دل عطا ہو جائے، تو لالے اور گلاب کی خاموشی بھی تیرے لئے کلام بن جائے گی۔ یورپی تہذیب کے شیشہ گروں کے احسان نہ اٹھا۔ ہندوستان کی مٹی سے تو اپنے لیے مینا اور جام پیدا کر لے۔ میں انگور کی بیل ہوں اور میری شاعری ہی میرا پھل ہے۔ اس پھل سے تو اپنے لیے سرخ شراب تیار کر۔ میرا طریقہ امیری کا نہیں بلکہ فقیری اور درویشی کا ہے، تو بھی اسی طریقے پر مضبوطی سے قائم رہ۔ اپنی خودی خودداری کو کسی قیمت پر بھی نہ بیچ اسی طرح غریبی کے باوجود تو عالمگیر شہرت اور ناموری حاصل کر لے گا۔

مشقی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

سوال نمبر:1

(الف) خدا اگر دل فطرت شناس۔ دے تجھ کو

(ب) سکوت لالہ و گل سے کلام پیدا کر

(ج) سفال ہند سے مینا و جام پیدا کر

(د) میرا طریق امیری نہیں فقیری ہے

(ہ) میں شاخ تاک میری غزل ہے میرا ثمر

سوال نمبر:2 **نظم "جاوید کے نام" کے متن کو مد نظر رکھتے ہوئے سوالوں کے جواب لکھیں۔**

(الف) **نئے صبح و شام پیدا کرنے سے علامہ اقبال کی کیا مراد ہے؟**

جواب:

مفہوم

"نئے صبح و شام" پیدا کرنے سے علامہ اقبال کے مراد یہ ہے کہ جب انسان عشقِ حق میں اعلیٰ درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ تو اسے وہ مقام میسر آ جاتا ہے جو زمانے کی ہر گردش اور صبح و شام سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اس کا اپنا زمانہ ہوتا ہے اور اس کے اپنے صبح و شام ہوتے ہیں۔ یعنی عاشقِ صادق زمان و مکاں کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے۔

(ب) سفالِ ہند سے مینا و جام پیدا کرنے سے علامہ اقبال کیا مفہوم مراد لیتے ہیں؟

جواب: **مینا و جام سے مراد**

سفالِ ہند سے مینا و جام پیدا کرنے سے علامہ اقبال یہ مراد لیتے ہیں، کہ یورپی علوم حاصل کرنے کو درجہ کمال نہ سمجھو۔ ان کی تہذیب اور ان کے طور طریقے اختیار نہ کرو۔ اپنی تہذیب اور اپنے وطن کے طور طریقوں کو سیکھنے اور عام کرنے میں شوق اور وابستگی پیدا کرنی چاہیے۔ یہاں پہ سفالِ ہند سے مراد ہے اپنی وطن کی تہذیب و تمدن کے اقدار و روایات جس کو علامہ اقبال اپنانے کی تلقین کر رہے ہیں۔

(ج) شاخ تاک کیا ہے اور اس ثمر سے علامہ اقبال کیا پیدا کرنا چاہتے ہیں؟

جواب: **شاخ تاک کا ثمر**

شاخِ تاک سے مراد ہیں انگور کی بیل اور اس ثمر سے مراد علامہ اقبال کی شاعری ہے۔ علامہ اقبال مسلمان نوجوانوں سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ اپنے لیے اس شاخ تاک سے سرخ شراب تیار کر لے۔ یعنی جو حقیقتیں میں نے شعر میں بیان کی ہیں انہیں اپنے ذہن میں بٹھالو اور اپنی زندگیوں میں بھی ان پر کاربند ہو جاؤ۔

(د) سکوت لالہ و گل سے کلام پیدا کرنے علامہ اقبال کی کیا مراد ہے؟

جواب: **لالہ و گل سے کلام**

سکوت لال و گل سے کلام پیدا کرنے سے مراد یہ ہے کہ علامہ اقبال نوجوانوں سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اگر تمہیں اللہ تعالی کی بارگاہ سے فطرت کو پہچانے والا دل مل جائے تو لالے اور گلاب کی خاموشی بھی تیرے لیے کلام بن جائے گی یعنی قدرت کی جو چیزیں بولنے والی زبان سے محروم ہیں ان کی باتیں بھی تو سمجھنے لگے گا۔

(ح) علامہ اقبال نے اپنے طریق کو فقیری کیوں کہا ہے؟

جواب: **وضاحت**

علامہ اقبال کا طریقہ فقیری اور درویشی کا ہے۔ جو کہ دنیا کے مال و اسباب سے بے رغبتی ہے۔ اسی لیے وہ مسلمان نوجوانوں کو بھی اس بات کی تلقین کر رہے ہیں کہ وہ اسی درویشی اور فقیری کے طریقے پر مضبوطی سے قائم رہیں۔

سوال نمبر:3 اعراب لگا کر درست لفظ واضح کریں۔

جواب: **تلفظ کی وضاحت**

صُبح وشَام، دِلِ فِطرَت شَناس، شَاخِ تَاک، سَفالِ ہِند، مِینا وجام شِیشَہ گرانِ فرَنگ

سوال نمبر:4

کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

جواب:

کالم الف	کالم ب
دل	فطرت شناس
سکوت	لالہ و گل
شیشہ گراں	گران فرنگ
سفال	ہند
شاخ	تاک
مئے	لالہ فام

کثیر الانتخابی سوالات

درست جواب کی نشان دہی کریں۔

41. علامہ اقبال کی تاریخ ولادت ہے۔

(A) ۱۸۷۵ء (B) ۱۸۷۷ء (C) ۱۸۹۲ء (D) ۱۹۳۸ء

42. علامہ اقبال پیدا ہوئے۔
(A) سیالکوٹ میں (B) لاہور میں (C) کشمیر میں (D) لائل پور میں

43. علامہ اقبال نے ایم اے فلسفہ کا امتحان پاس کیا۔
(A) پنجاب یونیورسٹی سے (B) آکسفورڈ یونیورسٹی سے (C) گورنمنٹ کالج لاہور سے (D) گورنمنٹ کالج لاہور سے

44. علامہ اقبال یورپ میں مقیم رہے۔
(A) ۱۹۰۳ء سے ۱۹۰۸ء تک (B) ۱۹۰۵ء سے ۱۹۰۸ء تک (C) ۱۹۰۲ء سے ۱۹۰۵ء تک (D) ۱۹۰۱ء سے ۱۹۰۵ء تک

45. علامہ اقبال وکالت کرتے رہے۔
(A) دلی ہائی کورٹ میں (B) سیالکوٹ ہائی کورٹ میں (C) سندھ ہائیکورٹ میں (D) لاہور ہائیکورٹ میں

46. تصور پاکستان پیش کیا۔
(A) علامہ اقبال نے (B) قائدِ اعظم نے (C) مولانا ظفر علی خان نے (D) خان لیاقت علی خان نے

47. ارمغان حجاز علامہ اقبال کا شعری مجموعہ ہے۔
(A) اردو زبان کا (B) فارسی زبان کا (C) اُردو اور فارسی (D) عربی زبان کا

48. نظم "جاوید کے نام" علامہ اقبال نے مخاطب ہو کر کہی۔
(A) جاوید اقبال (B) منیرہ بانو (C) میاں صلاح الدین (D) آفتاب اقبال

49. دیار عشق میں اپنا پیدا کر۔
(A) نام (B) ولولہ (C) کردار (D) مقام

50. جاوید اقبال نے علامہ اقبال سے لندن سے لانے کی فرمائش کی تھی۔
(A) ریڈیو (B) ٹیلی ویژن (C) موبائل (D) گراموفون

51. اے مسلمان! تو صبح و شام پیدا کر۔
(A) نئے (B) قدیم (C) جدید (D) انوکھے

52. علامہ اقبال کلام پیدا کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔
(A) جوش سے (B) سکوتِ لالہ و گل سے (C) صبح و شام سے (D) مینا و جام سے

53. اٹھانہ احسان شیشہ گران
(A) یورپ کے (B) عرب کے (C) فرنگ کے (D) توران کے

54. سفال ہند سے مراد ہے۔۔
(A) ہندی زبان (B) ہندی کھانے (C) ہندی شاعری (D) ہندوستان کی تہذیب و ثقافت

55. علامہ اقبال کے نزدیک شاخ تاک کا ثمر ہے۔
(A) سرخ شراب (B) میری غزل (C) میرا پیغام (D) میری اقدار

56. علامہ اقبال کا طریقہ ہے۔

(A) فقیری (B) درویشی (C) عیش و عشرت (D) مال و دولت

57. **خدا اگر دل دے تجھے**

(A) نازک (B) پر درد (C) زمانہ شناس (D) فطرت شناس

58. **نظم "جاوید کے نام" کا ماخذ ہے۔**

(A) بانگ درا (B) ارمغان حجاز (C) بال جبریل (D) ضرب کلیم

کثیر الانتخابی سوالات کے جوابات

D	10	D	9	A	8	C	7	A	6	D	5	B	4	C	3	A	2	B	1
				C	18	D	17	A	16	B	15	D	14	C	13	B	12	A	11

LAST HOPE STUDY